باب۔47

طلاق و مہر

☆ **الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ ۔**

ترجمہ: طلاق (رجعی) دو ہی وقتی ہیں۔ (یعنی وہ طلاق جس میں میاں بغیر تجدید کے رجوع کر سکتا ہے دو ہی ہیں)۔

(سورۃ البقرہ: آیت 229 کا حصہ)

☆ **فَإِن طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِن بَعْدُ حَتَّىٰ تَنكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ فَإِن طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَن يَتَرَاجَعَا۔**

ترجمہ: پھر (اگر ان دو طلاقوں کے بعد) اور ایک طلاق دے دی تو اس کے بعد وہ عورت ہرگز حلال نہ ہو گی یہاں تک کہ وہ عورت کسی اور شوہر سے نکاح کر لے۔ پھر اگر وہ (دوسرا شوہر) بھی اس کو طلاق دے دے تو دونوں پر کوئی گناہ نہیں کہ (نئے سرے سے پھر نکاح کی طرف) رجوع کریں۔ (سورۃ البقرہ: آیت 230 کا حصہ)

☆ **الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ ----- فَأُولَـٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۔ فَإِن طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ ----- يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ۔ وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ----- أَنَّ اللَّـهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ۔** (سورۃ البقرہ: آیت 229 تا 231)

☆ **وَآتُوا النِّسَاءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً ۔**

ترجمہ: اور عورتوں کو ان کا مہر خوش دلی سے ادا کرو۔ (سورۃ النسآء: آیت 4 کا حصہ)

☆ **وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ-------- إِنَّ اللَّـهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا ۔ وَمَن لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنكُمْ -------- وَاللَّـهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۔** (سورۃ النسآء: آیت 24، 25)

☆ **يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ -------- لَا تَدْرِي لَعَلَّ اللَّـهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذَٰلِكَ أَمْرًا ۔** (سورۃ الطلاق: آیت 1)

Siddiqui Publications

- نکاح، ایک دائمی معاہدہ ہے۔ لیکن بعض دشواریوں کی وجہ سے کبھی ٹوٹ بھی جاتا ہے۔ اسی کا نام طلاق ہے۔
- طلاق کی تین قسمیں ہیں:

(1) طلاقِ رجعی : ایسی طلاق جس میں بغیر نکاحِ جدید کے میاں اپنی بیوی کو رجوع کر سکتا ہے، طلاقِ رجعی کہلاتی ہے۔ یہ صرف دو مرتبہ ہو سکتی ہے۔ اس سے زیادہ نہیں۔

(2) طلاقِ بائن : ایسی طلاق جس میں میاں بیوی ایک دوسرے سے جدا ہو جاتے ہیں لیکن اگر پھر ملنا چاہیں تو اس کے لیے نکاحِ جدید اور مہرِ جدید کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ "طلاقِ بائن" کہلاتی ہے۔ اس طلاق کے الفاظ میں شدت و قوت ہوتی ہے۔ مثلاً تم اپنے میکے چلی جاؤ، آج سے تمھاری مہار تمھاری گردن پر، یا جدا کر دینے والی طلاق، یا پہاڑ برابر طلاق، کے الفاظ۔

(3) طلاقِ مغلظہ : تیسری طلاق، طلاقِ مغلظہ ہوتی ہے جس کے بعد عورت بالکل آزاد ہو جاتی ہے۔ اگر مرد اس سے دوبارہ نکاح کرنا بھی چاہے تو ہرگز نہیں کر سکتا۔ ہاں! عورت اگر کسی اور مرد سے نکاح کر لے اور وہ اسے طلاق بھی دے دے تو پھر پہلے مرد سے بالکل نئے سرے سے سلسلہ ازدواج شروع کیا جا سکتا ہے۔

شریعت کے مطابق طلاق دینے کا درست طریقہ یہ ہے کہ طُہر یعنی پاکی کے زمانے میں شوہر ایک طلاق دے۔ مہینے بھر میں میاں بیوی کا غصہ نہ اترا اور باہمی ناخوشی قائم رہی تو دوسرے طُہر میں پھر اور ایک طلاق دے۔ اگر اس مہینے میں بھی غصہ نہ اترا اور ملاپ کی کوئی صورت نہ پیدا ہو سکی تو پھر طُہر ہی میں ایک اور طلاق دے گا جو تیسری اور آخری ہو گی۔

اگر دو یا تین طلاقیں بیک وقت دے دی جائیں تو طلاق واقع ہو جائے گی۔ لیکن یہ نامناسب طریقہ سمجھا جائے گا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کے زمانے میں طلاق، طلاق، طلاق، کے تین (3) بار کہنے کو تاکیداً کہنا کہا جاتا تھا۔ اور مقصود ایک ہی طلاق رہتی۔ مگر حضرت عمرؓ کے زمانے میں محاورہ بدل گیا۔ آپ نے زبان دانوں سے مشورہ کیا تو سب نے بالاتفاق فیصلہ کیا کہ لفظ کی تکرار "تاکیداً" نہیں ہے بلکہ "تنجیزاً" ہے۔ چناں چہ ایسی صورت میں تین طلاق واقع ہوں گی۔ اس مقام میں علماء کو بہت غلط فہمیاں ہوئی ہیں۔ اور وہ رسول اکرمؐ کے دین کو سمجھتے ہیں کہ حضرت عمرؓ یا کوئی اور اسے منسوخ کر سکتا ہے۔ یہ ان کی ذاتی کم فہمی ہے جو واجب الاحتراز ہے، unacceptable ہے۔

طلاق کے زمانے میں بیوی، میاں کے گھر رہے گی۔ اور شوہر اس کا خرچ اٹھائے گا۔ اس طرح گذارنے کو عدّت کہتے ہیں۔ عدّت میں بہت سے فائدے ہیں۔ نسل میں خلط ملط نہیں ہوتا۔ طلاق یافتہ عورت اس مدّت میں اپنے رشتے داروں کو طلب کر سکتی ہے۔ طلاق کی صورت میں عدّت کا وقت تین (3) ماہ ہے۔ اگر خاوند مر گیا ہو تو عدت کی یہ مدّت، چار ماہ دس دن کی ہے۔ اگر عورت حاملہ ہو تو عدّت کا وقت، بچے کی ولادت تک ہو جائے گا۔ مرد کو پورا مہر ادا کرنا ہو گا۔ البتہ میاں بیوی کی صورت ایک رات بھی نہ گذری ہو تو مہر کی ادائیگی آدھی ہو جائے گی۔

صاحبو! عورتوں کو مہر دینے کا قاعدہ اسلام کا جاری کیا ہوا ہے۔ شوہر سے طلاق یا اس کی موت کی صورت میں عورت کے لیے نان نفقہ کا انتظام کرنا بھی اسلام کا دیا ہوا طریقہ ہے۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ عورتیں خاوند کے طلاق دینے یا اس کی موت کے بعد اپنی حالت سنبھال سکیں۔

- مہر، دو قسم کا ہوتا ہے:

(1) مہر معجل: وہ رقم، مال یا جائیداد جو نکاح کے ساتھ ہی دے دی جائے مہر معجل کہلاتی ہے۔

(2) مہر موجل: وہ جو، طلاق اور شوہر کی موت کے بعد واجب الادا ہو۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ کے پاس زیادہ سے زیادہ مہر کا کوئی تعین نہیں ہے لیکن کم سے کم کے لیے دس درہم مقرر ہیں۔ دوسرے ائمہ کے پاس ہر وہ چیز جو قیمت رکھتی ہے مہر بن سکتی ہے۔ اگر نکاح کے وقت مہر کا ذکر نہ ہوا ہو تو "مہر مثل" یعنی اس عورت کے خاندان کی عورتوں کا مہر واجب ہو جائے گا۔

صاحبو! آج کل ایک فتنہ ہے جو پھیل گیا ہے کہ قاضی صاحب کی فیس تو بالکل نقد ہے۔ دولھا کے گھوڑے جوڑے کی رقم بھی نقد ہے۔ لیکن عورت کا مہر۔۔۔! وہ اکثر طلاق کی صورت ہی میں دینا پڑتا ہے۔ پھر مہر باندھا جاتا بھی ہے تو اتنا عظیم الشان کہ مرد ادا کرنا بھی چاہے تو نہ دے سکے۔ اس کا نتیجہ کیا ہے؟۔۔۔ میاں اور بیوی میں نبھتی نہیں، زندگی وبال بن گئی ہے لیکن مرد طلاق نہیں دیتا۔ کیوں۔۔۔؟ کیونکہ طلاق دے گا تو عظیم الشان مہر واجب الادا ہو گا۔ اور مہر کے قرضہ میں آدھی ماہوار باندھ دی جائے گی۔ یوں عورتوں کی زندگی ایسی کہ نہ انھیں رکھنا ہے، نہ طلاق دینا ہے۔ خیر! ایک زمانے تک تو مرد ظلم و ستم کرتے تھے مگر اِس زمانے میں عورتوں کے ظلم و ستم کا رواج ہو گیا ہے۔ آج کل خاوند بیوی کے درمیان نہ محبت ہے نہ ایک دوسرے کی کوئی عزت۔ آگ لگے ایسی آزادی کو۔۔۔!

Siddiqui Publications

سورۃ البقرہ کی آیت 229 میں یا سورۃ النساء کی آیت 4 میں عورت اپنا مہر معاف کر دے یا واپس کر دے تو اسے جائز بتایا گیا ہے۔ لیکن سورۃ النساء کی آیت 20 میں اس کے بر خلاف ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ اگر عورت کی شرارت ہے یا اس کی کراہت ہے اور مرد بے قصور ہے تو مہر کی معافی مناسب ہے۔ اور اگر مرد کی شرارت ہے اور عورت بے قصور ہے تو عورت کو مہر کی معافی پر مجبور کرنا ناجائز ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک صحابیؓ نے اپنی بیوی کو مہر میں باغ دے دیا تھا۔ لیکن خاتون کو اپنے میاں سے کچھ کراہت سی تھی۔ چناں چہ انھوں نے دربارِ نبوتؐ میں خلع کی درخواست پیش کی۔ آپؐ نے اس عورت کو باغ واپس کرنے اور خلع کا حکم دیا۔

آج کل مسلمانوں میں ایک یہ بھی غلط فہمی ہو گئی ہے کہ خلع میں مرد کو مجبور نہیں کیا جاسکتا۔ دیکھو! قاضی کیا ہوا، ایک ناصح ہو گیا کہ بس اس نے خلع کا مشورہ دیا اور بیٹھ گیا۔ حالانکہ اکثر صورتوں میں ضرورت پڑنے پر قاضی اس مرد کا قائم مقام ہو کر بذاتِ خود طلاق دے گا۔

صاحبو! واضح ہو کہ طلاق صرف مسلمانوں کے مذہب میں ہے۔ مرد طلاق دے سکتا ہے اور عورت خلع طلب کر سکتی ہے۔ اسلام میں ایک حد تک مردوں کو بھی آزادی ہے اور عورتوں کو بھی۔ یہ بھی خوب یاد رکھو کہ طلاق، اگرچہ جائز ہے، مگر بدترین جائز ہے، ناپسندیدہ ترین فعل ہے۔ عیسائیوں کے پاس زنا ثابت ہونے پر ہی طلاق ہو سکتی ہے۔ یہ کیا بے حیائی کی جدائی ہے۔۔۔! لیکن اب، بعض غیر مسلم بھی مسلمانوں کا دیکھا دیکھی طلاق کو ماننے لگے ہیں۔

{ حوالہ تفسیر صدیقی- پارہ2 صفحہ 93 تا102 پارہ4 صفحہ 113، 114، 138 تا 140
پارہ5 صفحہ 1 تا6 اور پارہ28 صفحہ 76 تا78 }

Siddiqui Publications